S_1996_5_507_514

کامتا تیواری

بنام۔

ریاست ایم۔پی۔

4 ستمبر 1996

ایم۔کے۔مکھرجی اور ایس۔پی۔کردوکر، جسٹسز۔

تعزیرات ہند، 1860 کی دفعہ 302، 363، 376 اور 201 -سزائے موت-نایاب ترین کیس-نابالغ لڑکی کا اغوا، عصمت دری اور قتل-واقعاتی ثبوت کی بنیاد پر سزا-درج ذیل عدالت عالیان کے ذریعے دیے گئے حقائق اور حالات میں سزائے موت کو برقرار رکھا گیا ہے۔

تقریبا 7 سال کی عمر کی ایک نابالغ لڑکی کو اپیل کنندہ نے زیادتی کا نشانہ بنا کر قتل کر دیا، ایک پڑوسی جو متوفی کے خاندان کے قریب تھا اور اس کی لاش کو کنویں میں پھینک دیا گیا۔

استغاثہ نے واقعاتی ثبوت پر انحصار کیا، کیونکہ کوئی چشم دید گواہ موجود نہیں تھا۔ اپیل کنندہ کا دفاع یہ تھا کہ اسے جھوٹا پھنسایا گیا تھا۔

ٹرائل عدالت اور عدالت عالیہ دونوں نے تمام گواہوں کے شواہد پر تفصیل سے بحث کرنے کے بعد فیصلہ دیا کہ ہر ایک حالات حتمی طور پر ثابت ہوئے اور یہ کہ وہ حالات بلا روک ٹوک اپیل گزار کے جرم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسے عصمت دری اور قتل کے جرائم میں سزا سنائی گئی اور اسے موت کی سزا سنائی گئی۔

اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد.1 ذیل کی عدالت عالیان کے ذریعے درج کیے گئے ہم آہنگی کے نتائج ناقابل تسخیر ہیں۔ ٹرائل عدالت اور عدالت عالیہ دونوں نے ان تمام گواہوں کے شواہد کو تفصیل سے بیان کیا اور ان پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا جن سے استغاثہ نے مذکورہ بالا حالات کو ثابت کرنے کے لیے جانچ پڑتال کی تھی اور کہا کہ مذکورہ بالا حالات میں سے ہر ایک حتمی طور پر ثابت ہوا ہے اور یہ کہ وہ حالات غیر متزلزل طور پر اپیل گزار کے جرم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ یقیناً سچ ہے کہ پورا مقدمہ قرینئی شہادت پر مبنی ہے لیکن وہ حالات

جو سبھی مضبوطی سے قائم ہیں کسی دوسرے معقول مفروضے سے مطابقت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ اپیل کنندہ نے متوفی کو اغوا کیا، اس کے ساتھ عصمت دری کی، پھر اس کا گلا گھونٹ کر قتل کیا اور قتل کے شواہد کو غائب کرنے کے لیے اس کی لاش کو کنویں میں پھینک دیا۔

دفعہ 363، 376، 302 اور 201 آئی پی سی کے تحت جرائم کے لیے اپیل کنندہ کی سزا کو برقرار رکھا گیا ہے۔(512-ای-جی)

2. سزائے موت کو برقرار رکھا جانا چاہیے، کیونکہ اس عدالت نے سنگین حالات کو کافی پایا ہے۔ ریکارڈ پر موجود شواہد واضح طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ متوفی کے خاندان کے قریب تھا اور بچے اسے چاچا کہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ متوفی کی اپیل گزار کے ساتھ قربت نے اسے اس کی دکان پر جانے کی ترغیب دی، جو اس سیلون کے قریب تھی جہاں وہ اپنے والد اور بھائی کے ساتھ بال کاٹنے گئی تھی، اور کچھ بسکٹ مانگنے گئی تھی۔ اپیل گزار نے فوری طور پر اس درخواست کا جواب دیتے ہوئے اسے قریبی کریانہ کی دکان پر لے گیا اور بسکٹ کا ایک پیکٹ حوالے کیا جو بظاہر اس کے مذموم منصوبے کا پیش خیمہ تھا جو اس کے اغوا، وحشیانہ عصمت دری اور وحشیانہ قتل میں سامنے آیا- جیسا کہ اس کے شخص پر متعدد چوٹیں گواہی دیتی ہیں؛ اور آخر میں اس کی لاش کو کنویں میں پھینکنا تھا۔ جب 7 سال کی ایک معصوم بے سہارا لڑکی کے ساتھ اس طرح کے وحشیانہ سلوک کا نشانہ بنایا گیا جو اعتماد کی پوزیشن میں تھا تو اس کا قصور انتہائی بدکاری کا تناسب فرض کرتا ہے اور عام آدمی کے ذہن میں نفرت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ یہ ایک 'نایاب ترین' کیس ہے جہاں سزائے موت نہ صرف دوسروں کو اس طرح کے ظالمانہ جرائم کا ارتکاب کرنے سے روکنے کے لیے بلکہ معاشرے میں اس طرح کے جرائم سے نفرت کا بھرپور اظہار کرنے کے لیے بھی خاص طور پر مطلوب۔(513F-H;514A-C)

بچن سنگھ بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1980) ایس سی 898 اور مچھی سنگھ بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1983) ایس سی 957 نے انحصار کیا۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1996 کی فوجداری اپیل نمبر 267۔

مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے 1995 کے Crl.A نمبر 1524 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے انیل کمار گپتا (اے۔سی)۔

جواب دہندہ کے لیے اوما ناتھ سنگھ۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایم۔کے۔مکھرجی، جسٹس: اپیل کنندہ پر ایڈیشنل سیشن جج، شہڈول کے ذریعے دفعہ 363، 376، 302 اور 201 آئی پی سی کے تحت قابل سزا جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا اور اسے مجرم قرار دیا گیا۔ دفعہ 302 آئی پی سی کے تحت اس کی سزا کے لیے اسے سزائے موت اور دیگر سزاؤں کے لیے سخت قید کی مختلف شرائط کی سزا سنائی گئی۔ چونکہ عدالت عالیہ میں ان کی طرف سے پیش کی گئی اپیل مسترد کر دی گئی تھی، اس لیے انہوں نے خصوصی اجازت حاصل کرنے کے بعد فوری اپیل دائر کی ہے۔

2. استغاثہ کا مقدمہ مختصراً اس طرح بیان کیا گیا ہے:

(a) پرمیشور لال شرما (گواہ استغاثہ 1) اپنی بیوی اور تین بچوں کے ساتھ بدھار کی بستی میں بھوتری تولا کے طور پر رہتا تھا۔ تین بچوں میں سے پنکی (متوفی) سب سے چھوٹی تھی اور اس کی موت کے وقت اس کی عمر تقریباً سات سال تھی۔ وہ اپیل کنندہ جو اسی محلے کا رہائشی بھی تھا کبھی کبھار پرمیشور کے خاندان سے ملنے جاتا تھا اور اس کے بچے اسے 'تیواری انکل' کے نام سے مخاطب کرتے تھے۔

(b) 30 اپریل 1995 کو شام 6 بجے یا اس کے قریب پرمیشور اپنے بیٹے سنتوش (گواہ استغاثہ 4) اور بیٹی پنکی کے ساتھ مقامی بازار میں ہیئر کٹنگ سیلون گئے تھے۔ سنتوش اور پنکی کے بال کاٹنے کے بعد وہ باہر کھیلنے کے لیے سیلون سے باہر چلے گئے جب کہ پرمیشور اپنی باری کے لیے پیچھے رہ گئے۔ کچھ دیر بعد پنکی اپیل گزار کی ٹیلی ویژن کی مرمت کی دکان پر گئی جو سیلون کے کنارے تھی۔ اس وقت اپیل کنندہ اپنی دکان میں سریش گپتا (گواہ استغاثہ 8) کے ساتھ لوڈو کھیل رہا تھا۔ پنکی نے اپیل گزار سے درخواست کی کہ وہ اسے کچھ ٹافیاں اور بسکٹ دے جس کے بعد وہ اسے بدھسن گپتا (گواہ استغاثہ 3) کی قریبی گروسری کی دکان پر لے گیا بسکٹ کا ایک پیکٹ خریدا اور اسے دے دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں بدھسن کی دکان سے نکل گئے۔

(c) بال کاٹنے کے بعد جب پرمیشور سیلون سے باہر آیا اور اپنی بیٹی سے پوچھ گچھ کی تو سنتوش نے اسے بتایا کہ پنکی اپیل گزار کی دکان پر گیا تھا اور اس نے اسے بسکٹ دیے تھے۔ یہ اطلاع ملنے پر پرمیشور سنتوش کے ساتھ اپیل کنندہ کی دکان پر گیا لیکن اسے بند پایا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر واپس گئے اور دیکھا کہ پنکی واپس نہیں آئی ہے۔ اس کے بعد پرمیشور اپیل کنندہ کے گھر گیا لیکن وہ وہاں دستیاب نہیں تھا۔ اس کے بعد اپنی بیوی اور دیگر دو بچوں کے ساتھ پرمیشور پنکی کی تلاش میں چلا گیا اور تلاشی کے دوران ان کی ملاقات ہری کرشنا سونی (گواہ استغاثہ 10) اور سبھاش چندر سونی (گواہ استغاثہ 2) سے اپیل گزار کی دکان کے قریب ایک کراس روڈ پر دوپہر کو ہوئی۔ ان کے مشورے پر اس نے اپنی بیوی اور بچوں کو گھر واپس بھیج دیا اور دوبارہ ان کے ساتھ اپیل گزار کے گھر چلا گیا۔ جب وہ وہاں انتظار کر رہے تھے تو انہوں نے اپیل کنندہ کو مکمل

طور پر بھیگے ہوئے اپنے گھر کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔اس وقت اس نے صرف ایک انڈرویئر پہنا ہوا تھا جس میں کچھ کپڑے اس کی بغل کے نیچے دبے ہوئے تھے۔جب انہوں نے پنکی کے بارے میں پوچھا تو اس نے انہیں بتایا کہ اس نے اسے بسکٹ کا پیکٹ دینے کے بعد وہ چلی گئی۔اس کے بعد وہ تینوں صبح 1 بجے یا اس کے قریب بدھار پولیس اسٹیشن گئے اور اطلاع دی کہ پنکی لاپتہ ہے۔

(d) اسٹیشن ڈائری بک میں رپورٹ ریکارڈ کرنے کے بعد (ایکسٹینشن۔C/P.15) ایچ سی منا پرساد پنکی کی تلاش میں گئے لیکن اس کا سراغ نہیں لگا سکے۔تاہم، ان کی طرف سے کی گئی انکوائری کی بنیاد پر اسٹیشن ہاؤس آفس شری وی ڈی ترپاٹھی (گواہ استغاثہ 11) نے آئی پی سی کی دفعہ 363، 364 اور 366 کے تحت مقدمہ درج کیا (Ex.P16) اور تفتیش شروع کی۔اگلے دن، یعنی 2 مئی 1995 کی دوپہر کو اپیل کنندہ کو شری ترپاٹھی نے گرفتار کرلیا اور پھر ہری کرشنا اور دین دیال کی موجودگی میں پوچھ گچھ کی گئی۔اس طرح کی پوچھ گچھ پر اپیل کنندہ نے انکشاف کیا کہ اس نے پنکی کی لاش کو کنویں میں پھینک دیا تھا اور اس کا صندوق مہوا کے درخت کے قریب چھپایا تھا۔شری ترپاٹھی نے اپیل کنندہ (Ex.P8) کا انکشاف بیان ریکارڈ کیا۔ اور پھر، اپیل کنندہ کی قیادت میں اور مذکورہ بالا دو گواہوں کے ساتھ ایک رام جیون لودھی کے کنویں پر گیا اور پنکی کی لاش کو پانی میں تیرتے ہوئے پایا۔اس کے بعد شری ترپاٹھی نے تیرتی ہوئی لاش کی تصویر لی (Ex.P3) اسے کنویں سے باہر نکالا گیا۔اس کے بعد اس نے لاش کی بازیابی کا میمو تیار کیا (Ex.P9) جسے اپیل کنندہ اور وہاں موجود گواہوں نے بھی گایا تھا۔شری ترپاٹھی نے اس پر تفتیش کی، اس کے سلسلے میں ایک رپورٹ تیار کی (Ex.P14)، اور پھر اسے پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا۔اپیل کنندہ کے بیان کے مطابق، شری ترپاٹھی نے خون سے داغدار فراک (آرٹیکل اے) برآمد کیا اور اسے فردِ ضبطی (Ex.P10)۔

(e) اسی دن ڈاکٹر کے کے گوتم (گواہ استغاثہ 13) نے پنکی کی لاش کا پوسٹ مارٹم کیا اور اسے منہ کے دائیں جانب زخم، دونوں بازوؤں پر کھرچنے، بائیں گھٹنے پر زخم، خون کے جمنے کے ساتھ لیبیا میجرا پر زخم، اندام نہانی کی پچھلی دیوار پر زخم، ہائمن پھٹ گیا، لیبیا میجرا اور لیبیا نابالغ سوج گئے اور اندام نہانی کے اردگرد خون ملا۔ڈاکٹر گوتم نے گردن کے بائیں جانب تائیرائڈ کی سطح سے نیچے تین زخم بھی پائے جن میں چاروں طرف کھرچنے تھے، دماغ اور اس کی جھلی بھیڑ بھاڑ میں تھی، ہائیوڈ ہڈی اور تائیرائڈ کارٹلیج فریکچر کے آس پاس کے بافتوں پر خون بہنے کے ساتھ ٹوٹے ہوئے تھے، چوتھی پسلی دونوں طرف ٹوٹی ہوئی تھی اور بچہ دانی گہری بھیڑ بھاڑ اور سوجی ہوئی تھی۔انہوں نے رائے دی کہ متوفی کے ساتھ زیادتی کی گئی تھی اور اس کی موت کی وجہ گلا گھونٹنے کی وجہ سے دم گھٹنا تھا۔ان کے مطابق تمام چوٹیں قبل از مرگ کی نوعیت کی تھیں۔ڈاکٹر گوتم نے

متوفی کے اندام نہانی مادہ سے ایک سلائیڈ تیار کی اور اسے تفتیشی افسر کے بذریعے فارنسک سائنس لیبارٹری (ایف ایس ایل) کے بذریعے کیمیائی تجزیہ کے لیے بھیجنے کا انتظام کیا۔

(f) اگلے دن (3 مئی 1995) اپیل کنندہ کو طبی معائنے کے لیے پرائمری ہیلتھ سینٹر بھیج دیا گیا۔ڈاکٹر بی این شرما (فورنسک گواہ نمبر 7)، جنہوں نے اس کا معائنہ کیا، نے پایا کہ اس کے دائیں گھٹنے پر و دیگر گلین کے عضو تناسل پر دوسرا رگڑ ہے لیکن کوئی صابو نیہ نہیں تھا۔اس کی رائے میں اپیل کنندہ جنسی تعلقات کا ارتکاب کرنے کا اہل تھا اور یہ کہ گلین کے عضو تناسل پر پائی جانے والی چوٹ کم عمر لڑکی کے ساتھ عصمت دری کے دوران ہوئی ہوسکتی ہے۔ان کے مطابق اپیل کنندہ کے گھٹنے پر لگنے والی چوٹ کمرے کے ننگے فرش پر لیٹی ہوئی متاثرہ کے ساتھ جنسی تعلقات کے دوران ہوسکتی ہے۔ڈاکٹر شرما نے اپیل کنندہ کے منی کی ایک سلائیڈ تیار کی اور اسے اپنے انڈر ویئر کے ساتھ کانسٹبل کملا پرساد کے بذریعے کیمیائی تجزیہ کے لیے بھیجا۔وہ فراک جو اپیل گزار کے بیان کے مطابق برآمد کیا گیا تھا اور جس کی شناخت پر میشور نے پنکی کے طور پر کی تھی، اسے بھی اس طرح کی جانچ کے لیے بھیجا گیا تھا۔ایف ایس ایل کی رپورٹیں موصول ہونے اور تفتیش مکمل ہونے پر شری ترپاٹھی نے اپیل گزار کے خلاف چارج شیٹ جمع کرائی۔

3. اپیل کنندہ نے اپنے خلاف لگائے گئے الزامات میں قصوروار نہ ہونے کی استدعا کی اور اس کا دفاع یہ تھا کہ اسے جھوٹا پھنسایا گیا تھا۔

4. کسی چشم دید گواہ کی عدم موجودگی میں استغاثہ نے اپیل کنندہ کے خلاف لگائے گئے الزامات کو قائم کرنے کے لیے درج ذیل حالات پر انحصار کیا:

(i) 30 اپریل 1995 کی شام متوفی اپیل گزار کی ٹی وی مرمت کی دکان پر گیا جب وہ سریش گپتا (گواہ استغاثہ 8) کے ساتھ لوڈو کھیل رہا تھا اور اس سے کچھ بسکٹ دینے کو کہا۔

(ii) متوفی کے ساتھ اپیل کنندہ بدھسن (پی ڈبلیو 3) کی گروسری کی دکان پر گیا بسکٹ کا ایک پیکٹ خریدا اور اسے دیا۔

(iii) شام 8:30 بجے یا اس کے قریب پرشوتم لال (پی ڈبلیو 5) نے اپیل گزار کو تقریبا 6/7 سال کی عمر کی لڑکی کے ساتھ بس اسٹینڈ کی طرف جاتے دیکھا۔

(iv) آدھی رات کے آس پاس اپیل کنندہ پر میشور لال (گواہ استغاثہ 1)، سبھاش چندر سونی (گواہ استغاثہ 2) اور ہری کرشنا سونی (گواہ استغاثہ 10) کو اپنے گھر واپس آتے ہوئے مکمل طور پر بھیگا ہوا پایا گیا (جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے نہایا تھا) اور اس نے صرف انڈر ویئر پہنا ہوا تھا جس کے بغل

میں کچھ کپڑے تھے۔

(v) اپیل کنندہ کی طرف سے 2 مئی 1995 کو ہری کرشنا سونی (گواہ استغاثہ 10) اور دیگر کی موجودگی میں انسپکٹر وی ڈی ترپاٹھی (گواہ استغاثہ 11) کو دیے گئے بیان کے مطابق، پنکی کی لاش ایک کنویں سے اور اس کا صندوق ایک ایسی جگہ سے برآمد کیا گیا جو سب کے لیے قابل رسائی نہیں تھا۔

(vi) پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے ڈاکٹر گوتم (گواہ استغاثہ 13) نے متوفی کے شخص پر بڑی تعداد میں زخم پائے، جس کی نوعیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس کے ساتھ زیادتی کی گئی اور گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا۔

(vii) 3 مئی 1995 کو اپیل کنندہ کی جانچ پڑتال کرنے پر ڈاکٹر شرما (گواہ استغاثہ 7) نے اس کے شخص پر کچھ زخم پائے جو تقریباً 72 گھنٹے پرانے تھے اور ممکنہ طور پر کم عمر لڑکی کے ساتھ جنسی تعلقات کے دوران ہوئے تھے۔ اور

(viii) متوفی کے فراک اور اس کے اندام نہانی اسمیئر اور اپیل کنندہ کے انڈر ویئر پر خون پایا گیا۔

4. ٹرائل عدالت اور عدالت عالیہ دونوں نے ان تمام گواہوں کے شواہد کو تفصیل سے بیان کیا اور ان پر تفصیل سے تبادلہ خیال کیا جن سے استغاثہ نے مذکورہ بالا حالات کو ثابت کرنے کے لیے جانچ پڑتال کی تھی اور کہا کہ مذکورہ بالا حالات میں سے ہر ایک حتمی طور پر ثابت ہوا ہے اور یہ کہ وہ حالات غیر متزلزل طور پر اپیل گزار کے جرم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

5. ہم نے شواہد کی بھی باریکی سے جانچ پڑتال کی ہے اور ہماری اس طرح کی مشق ہمیں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے یہ ماننے پر آمادہ کرتی ہے کہ درج ذیل قابل عدالت عالیان کے ذریعے درج کیے گئے ہم آہنگی کے نتائج ناقابل تسخیر ہیں۔ اس لیے ہمارے لیے یہ غیر ضروری ہے کہ اس فیصلے پر ثبوت کی تفصیلات کو دہرایا جائے۔ یہ یقینی طور پر سچ ہے کہ پورا مقدمہ قرینی شہادت پر مبنی ہے لیکن بتانے والے حالات جو سبھی مضبوطی سے قائم ہیں کسی دوسرے معقول مفروضے سے مطابقت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ اپیل کنندہ نے پنکی کو اغوا کیا، اس کے ساتھ عصمت دری کی، پھر اس کا گلا گھونٹ کر قتل کیا اور قتل کے شواہد کو غائب کرنے کے لیے اس کی لاش کو کنویں میں پھینک دیا۔ لہذا، آئی پی سی کی دفعہ 363، 376، 302 اور 201 کے تحت جرائم کے لیے اپیل کنندہ کی سزاؤں کو برقرار رکھا جانا چاہیے۔

6. یہ ہمیں اس سوال کی طرف لے جاتا ہے کہ آیا ٹرائل عدالت کی طرف سے اپیل کنندہ کو آئی پی سی کے تحت اس کی سزا کے لیے دی گئی اور عدالت عالیہ کی طرف سے تصدیق شدہ سزائے موت کو برقرار رکھا

جانا چاہیے یا نہیں۔ بچن سنگھ بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1980) ایس سی 898 میں اس عدالت نے سزا کی پالیسی پر بحث کرتے ہوئے، موت کی انتہائی سزا کے نفاذ کے لیے پیروی کی جانے والی ہدایات کا اشارہ کیا۔ اس طرح کے رہنما خطوط سے اس عدالت نے مچھی سنگھ بنام ریاست پنجاب، اے آئی آر (1983) ایس سی 957 میں اپنے بعد کے فیصلے میں درج ذیل تجاویز وضع کیں، جن کا اطلاق سزائے موت دینے کا سوال پیدا ہونے پر کیا جانا ہے:

(i) موت کی انتہائی سزا دینے کی ضرورت نہیں ہے سوائے انتہائی جرم کے سنگین ترین معاملات کے۔

(ii) سزائے موت کا انتخاب کرنے سے پہلے مجرم کے حالات کو بھی جرم کے حالات کے ساتھ مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

(iii) عمر قید قاعدہ ہے اور سزائے موت مستثنٰی ہے۔ دوسرے لفظوں میں سزائے موت صرف اس صورت میں عائد کی جانی چاہیے جب عمر قید جرم کے متعلقہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مکمل طور پر نا کافی سزا معلوم ہو، اور بشرطیکہ، اور صرف بشرطیکہ، جرم کی نوعیت اور حالات اور تمام متعلقہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے قید یا عمر قید کی سزا دینے کا اختیار ضمیر کے ساتھ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(iv) بگڑتے ہوئے اور کم کرنے والے حالات کی بیلنس شیٹ تیار کرنی ہوگی اور ایسا کرنے میں کم کرنے والے حالات کو مکمل اہمیت دینی ہوگی اور اختیار کو استعمال کرنے سے پہلے بگڑتے ہوئے اور کم کرنے والے حالات کے درمیان ایک منصفانہ توازن قائم کرنا ہوگا۔

7. مذکورہ بالا تجاویز کی روشنی میں فوری کیس کے تمام حقائق اور حالات کو مجموعی طور پر دیکھتے ہوئے ہماری پختہ رائے ہے کہ سزائے موت کو برقرار رکھا جانا چاہیے۔ بے سود ہم نے کم کرنے والے حالات کی تلاش کی ہے۔ لیکن سنگین حالات کافی پائے ہیں۔ ریکارڈ پر موجود شواہد واضح طور پر یہ ثابت کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ پرمیشور کے خاندان کے قریب تھا اور متوفی اور اس کے بہن بھائی اسے 'تیواری انکل' کہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اپیل گزار کے ساتھ اس کی قربت نے اسے اس کی دکان پر جانے کی ترغیب دی، جو اس سیلون کے قریب تھی جہاں وہ اپنے والد اور بھائی کے ساتھ بال کٹوانے گئی تھی، اور کچھ بسکٹ مانگنے کے لیے۔ اپیل گزار نے فوری طور پر اس درخواست کا جواب دیتے ہوئے اسے بدھسن کی قریبی گروسری کی دکان پر لے گیا اور بسکٹ کا ایک پیکٹ حوالے کیا جو بظاہر اس کے مذموم منصوبے کا پیش خیمہ تھا جو اس کے اغوا، وحشیانہ عصمت دری اور وحشیانہ قتل میں سامنے آیا۔ جیسا کہ اس کے شخص پر متعدد چوٹیں گواہی دیتی ہیں؛ اور آخر میں اس کی

لاش کو کنویں میں پھینکنا تھا۔ جب 7 سال کی ایک معصوم بے سہارا لڑکی کے ساتھ اس شخص کے ذریعے اس طرح کے وحشیانہ سلوک کا نشانہ بنایا گیا جو اس کے اعتماد کی پوزیشن میں تھا تو اس کا قصور انتہائی بدکاری کا تناسب فرض کرتا ہے اور عام آدمی کے ذہن میں نفرت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ ٹھیک ہے، مجرم کا محرک، متاثرہ کی کمزوری، جرم کی وسعت، اس کی عمل داری ہمیں یہ ماننے پر آمادہ کرتی ہے کہ یہ ایک 'نایاب ترین' معاملہ ہے جہاں سزائے موت نہ صرف دوسروں کو اس طرح کے ظالمانہ جرائم کے ارتکاب سے روکنے کے لیے بلکہ معاشرے کی اس طرح کے جرم سے نفرت کا واضح اظہار کرنے کے لیے بھی خاص طور پر مطلوب۔

اس لیے اپیل مسترد کردی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کردی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24